اس کو کہتے ہیں جس کے مُنھ سے نکلنے والی بات پوری ہوجاتی ہے۔ چونکہ "سیف" کے معنی تلوار ہوتے ہیں، اس لیے یہاں "معرکہ" کے اعتبار سے "سیف زباں" بہت خوب ہے۔

(4) "قدم مارنا" بمعنی "چلنا" فارسی محاورہ "قدم زدن" کا ترجمہ ہے۔ اب تک جو غزلیں آپ نے پڑھی ہیں ان میں سے پانچ محاورے تلاش کیجیے جو فارسی کا ترجمہ ہوں۔

شیخ محمّد ابراہیم ذوق

(1854 — 1789)

ذوقؔ دہلی کے رہنے والے تھے، یہیں پیدا ہوئے، یہیں مرے۔ وہ ایک غریب سپاہی کے بیٹے تھے۔ ان کی باقاعدہ تعلیم تو زیادہ نہ ہوئی لیکن انھوں نے اپنی ذہانت اور محنت کے ذریعے بہت لیاقت پیدا کرلی۔ ابتدا میں وہ شاہ نصیؔر کے شاگرد ہوئے لیکن نوعمری میں ہی ان کی شاعری کا شہرہ پھیل گیا اور انھوں نے اپنی راہ الگ کرلی۔ اُنّیس برس کی عمر میں شاہی قلعے سے ان کا تعلّق قائم ہوا۔ بہادرشاہ ظفؔر جب 1837 میں بادشاہ ہوئے تو انھوں نے ذوقؔ کو "مَلِکُ الشّعراء" اور "خاقانِیِ ہند" کے خطابات دیے۔ پہلا خطاب تو اس وجہ سے تھا کہ ذوقؔ، شاعری میں بادشاہ کے استاد تھے اور اس زمانے کے بڑے شعرا میں تھے۔ دوسرا خطاب اس لیے تھا کہ ذوقؔ بلند پایہ قصیدہ نگار تھے اور ایران کے قصیدہ نگاروں میں خاقاؔنی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

ذوقؔ کی غزلوں میں خیالات و جذبات کی کوئی خاص پیچیدگی یا گہرائی نہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ نئی بات بھی کہیں اور

زبان اور محاورے کی صفائی کو بھی پوری طرح برقرار رکھیں۔ پہلی بات کی حد تک وہ ناسخؔ سے مِلتے جُلتے ہیں۔ جہاں تک زبان کے صاف اور صحیح ہونے کا سوال ہے تو اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ ذوقؔ کی زبان مُستند ہے۔ قصیدے میں ذوقؔ کا مرتبہ بہت اونچا ہے۔ بعض لوگ تو اُن کو سوداؔ سے بھی بہتر قصیدہ گو کہتے ہیں۔

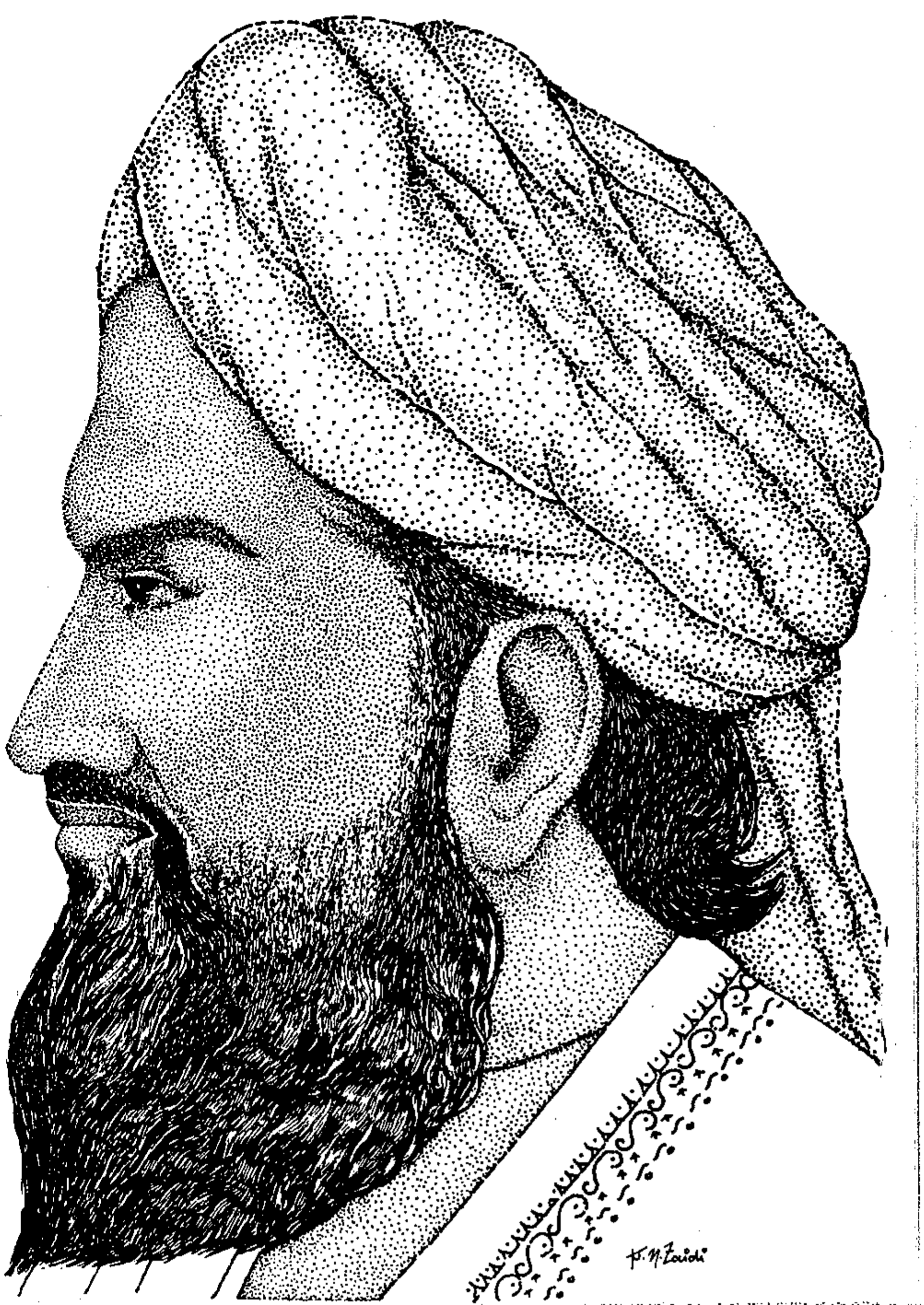

(1)

اُسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا — اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا
کہے کیا ہائے زخمِ دل ہمارا — دہن پایا لبِ گویا نہ پایا
نہ مارا تو نے پورا ہاتھ قاتل — ستم میں بھی تجھے پورا نہ پایا
کبھی تُو، اور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی دلِ شیدا نہ پایا

(2)

کیا غرض، لاکھ خدائی میں ہوں، دولت والے
اُن کا بندہ ہوں، جو بندے ہیں محبّت والے
ہائے رے حسرتِ دیدار، مری ہائے کو بھی
لکھتے ہیں ہائے دوچشمی سے کتابت والے
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دلِ بیمار کے ہیں، دو ہی، عیادت والے
ناز ہے گل کو، نزاکت پہ چمن میں اے ذوقؔ
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

معنی اور اشارے

گویا	=	بولنے والا
شیدا	=	دیوانہ۔ اسی لیے عشق کرنے والے کو بھی "شیدا" کہتے ہیں۔
حسرتِ دیدار	=	دیکھنے کی تمنّا
ہائے	=	درد یا افسوس ظاہر کرنے کے لیے بولتے ہیں۔
عیادت	=	بیمار پُرسی، بیمار کی خبر پوچھنا

غور کرنے کی بات

غزل نمبر ایک، شعر نمبر دو: زخم کو مُنھ سے تشبیہ دیتے ہیں اور زخم کے کناروں کو لبِ زخم بھی کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے زخم کے بارے میں "کہے کیا" بہت خوب ہے۔
"حسرت" ایسی تمنّا کو کہتے ہیں جس کے بر آنے کی اُمّید نہ ہو یا جس کا پورا ہونا بہت مشکل معلوم ہوتا ہو۔

مشق اور مطالعہ

(1) غزل نمبر ایک کے پہلے شعر میں "اُسے" سے شاعر کی کیا مُراد ہے اور وہ اُسے، ڈھونڈھنے سے کیا نتیجہ اخذ کرتا ہے؟

(2) آخری شعر میں شاعر نے کس لیے افسوس ظاہر کیا ہے؟

(3) غزل نمبر دو کے پہلے شعر میں شاعر کے نزدیک دولت والے اور محبّت والے میں کیا فرق ہے؟

(4) ہائے دوچشمی کا حسرتِ دیدار سے کیا تعلق ہے؟